

آیت اللہ العظمیٰ سیستانی کی جوانوں کو نصیحت

<?xml encoding="UTF-8?">

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین و الصلاة والسلام علی محمد وآله الطاهرین

سلام علیکم و رحمة الله و برکاته جوانان عزیز جو میرے لیے، خود اپنی طرح اور اپنے بچوں کی طرح اہمیت رکھتے ہیں، آپ کو آٹھ باتوں کی نصیحت کرتا ہوں، یہ وہ نصیحتیں ہیں کہ جس میں دنیا و آخرت کی تمام خوبیاں چھپی ہوئی ہیں۔

۱۔ خداوند متعال اور آخرت کے صحیح اعتقاد رکھنا:

پس ان اعتقاد حقہ پر دلائل واضح و روشن ہونے کے باوجود آپ میں سے ہرگز کوئی کوتاہی نہ کرے، اگر انسان غور کرے تو اس بات کا اعتراف کرے گا کہ اس دنیا کی ہر مخلوق بے نقص ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کا بنانے والا ایک قادر مطلق ہے، اور ہمیشہ خداوند متعال نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے اس بات کو اپنے بندوں تک پہنچایا ہے، اور ہمارے لیے واضح کیا ہے کہ یہ زندگی حقیقت میں بندوں کی آزمائش اور امتحان کیلئے بنائی گئی ہے جس میں پتا چلتا ہے کہ کون بہتر عمل بجا لانے والا ہے، پس جس کیلئے خدا کا وجود اور آخرت پوشیدہ ہے اور اس پر ایمان نہیں رکھتا ہے، تو اس کی عاقبت اس کی نظر سے پنہان ہے اور زندگی کا راستہ اس کیلئے تاریک ہو چکا ہے، اس لئے آپ میں سے ہر ایک کا وظیفہ ہے کہ اپنے اس صحیح عقیدے کی حفاظت کرے اور اس کو اپنے لئے محبوب ترین شئی سمجھے، بلکہ کوشش کرے کہ اس کے یقین میں روز بروز اضافہ ہو یہاں تک اس کے وجود میں سما جائے۔

اور اگر انسان جوانی کے ایام میں اپنے اندر دین کے مسائل میں کوئی کمزوری دیکھ رہا ہے جیسے اپنے وظائف دینی کو انجام دینے میں سستی کر رہا ہو، اور دنیوی لذتوں کی طرف زیادہ راغب ہو تو ہرگز اپنے رابطے کو خداوند متعال سے قطع نہ کرے کہ مبادا پلٹے کا راستہ اس کیلئے دشوار ہو جائے، اور یہ بھی جان لے انسان اگر بدن میں طاقت اور عافیت ہونے کی وجہ سے اس کا دھوکا کھائے اور خداوند کے دستورات کو اہمیت نہ دے اور روی گردان ہو تو ضعف اور کمزوری کے وقت خداوند کی طرف رجوع کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ ہوگا، اس لئے جوانی کے آغاز سے ہی جو ایک محدود زمانہ ہے اپنے ضعیفی اور ناتوانی کے ایام کی فکر میں ہوئی چارہ نہ ہوگا، اس لئے جوانی کے آغاز سے ہی جو ایک محدود زمانہ ہے اپنے ضعیفی اور ناتوانی کے ایام کی فکر میں ہو۔ ہرگز ایسا نہ ہو کہ اپنے غلط کردار اور اعمال کو موجہ کرنے کیلئے دوچار لغزش ہو اور دین کے مسائل میں شک و شبہ وارد کرے اور دوسروں کے شبہات کو قبول کرے، یا ہمیشہ خام فکروں پر اعتماد کرتے ہوئے دھوکا کھائے یا دنیا کی لذات اور رزق و برق اسے فریب دے دیں، اور اسی طرح وہ لوگ بھی اس کیلئے دین میں سستی کا باعث نہ بنیں جو دین کے نام پر اپنے دنیوی اغراض کے پیچھے ہیں، کیونکہ حق انسانوں سے پہچانا نہیں جاتا بلکہ لوگ حق کے میزان پر تولے جاتے ہیں۔

۲۔ نیک اخلاق سے آراستہ ہونا:

بیشک نیک اخلاق بہت سے فضائل اخلاقی جیسے حکمت، بردباری، مروت، تواضع، تدبیر، صبر، شکیبائی وغیرہ کو شامل کرتا ہے، اسلئے اسکا شمار دنیا اور آخرت کے مہم ترین اسباب سعادت میں سے ہوتا ہے، اور

جس دن نامہ اعمال کا ترازو سبک ہوگا اس دن اس کے اعمال کا پلہ سب سے سنگین ہوگا جو نیک اخلاق رکھتا ہو ، اسلئے آپ میں سے ہر ایک اپنے اخلاق کو اپنے گھر والوں ، رشتہ دار ، دوست احباب اور عام افراد سے اچھا رکھے ، پس اگر اپنے نفس میں کچھ کمی دکھے تو اسے نادیدہ نہ سمجھے بلکہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور حکمت اور تدبیر سے اس کو مہار کرتے ہوئے اپنے حقیقی مقصد کی طرف اس کو ہدایت کرے، اور اگر نفس نے طغیان کیا بھی تو نا امید نہ ہو بلکہ خود کو نیک اخلاق سے آراستہ کرنے کی کوشش کرتا رہے کہ بیشک جو دوسروں کے اخلاق کی پیروی کرے ان میں سے شمار ہوگا اور خداوند متعال کی نظر میں اچھے اخلاق سے آراستہ ہونے کی کوشش کا اجر اس شخص سے زیادہ جس کے اندر ذاتی طور پر نیک اخلاق پایا جاتا ہوکو۔

۳۔ کسی بھی حلال فن اور مہارت کو سیکھنے کیلئے کوشش اور تلاش کرنا اور خود کو زحمت اور سختی میں ڈالنا:

کیونکہ اس میں بہت سی برکات ہیں اس لیے کہ انسان کے وقت گزرنے کا سبب بھی ہے اور اپنے اہل و عیال کیلئے روزی کمانے کا ذریعہ بھی، اور اپنے سماج کیلئے بھی مفید واقع ہوگا، اس سے نیک کاموں کیلئے مدد حاصل کر سکتے ہیں اور ایسے تجربے جس سے فکر اور مہارت میں پختگی ہو، حاصل کریں کیونکہ جتنی ہی زحمت سے روزی حاصل کرینگے اتنی ہی خیر و برکت زیادہ ہوگی ،جیسا کہ خداوند متعال اس انسان کو جو رزق و روزی حاصل کرنے کیلئے اپنے کو زحمت میں ڈالتا ہے دوست رکھتا ہے اور ایسے انسان سے جو بیکار اور بے فائدہ ہو اور اپنے وقت کو بے وجہ اور خوشگذرانی میں تلف کرتا ہے بیزار ہے، پس توجہ رہے کہ آپ کی جوانی بغیر کسی کام کی مہارت حاصل کیے بغیر گذر نہ جائے، کیونکہ خداوند متعال نے جوانی میں جسمی اور اندرونی طاقتوں کو قرار دیا ہے تاکہ انسان اس کے ذریعے زندگی کا سر مایا حاصل کر سکے، پس ہرگز اس کو خوش گذرانی اور بے توجہی میں ضایع نہ کریں۔

اور آپ میں سے ہر ایک کسی نہ کسی کام میں مہارت حاصل کرے اور بغیر مہارت کے کہ کسی مسئلہ میں نظر نہ دے اور کسی کام کو بغیر مہارت کے انجام نہ دے ، بلکہ ایسے موارد میں جہاں لازم مقدار میں مہارت نہ ہو عذرخواہی کرلے ، یا ایسے شخص کی طرف جو لازم مقدار میں مہارت رکھتا ہے راہنمائی کر دے کیونکہ یہ کام اس کے لیے مفید ہے اور اس سے دوسروں کا اعتماد اس پر اور بڑھے گا ،اور اپنا کام ہمت اور حوصلے سے بہتر سے بہتر طریقے سے رغبت کے ساتھ انجام دے ، اور اس کا تمام ہم وغم مال اکٹھا کرنے میں نہ و لو یہ کہ حرام طریقے سے ہی کیوں نہ ہو، چہ بسا خداوند متعال ایسی بلا میں مبتلاء کرے کہ وہی مال مزید رنج و زحمت کے ساتھ خرچ کرنا پڑے اور کچھ حاصل بھی نہ ہو، ایسا مال اس دنیا میں انسان کو بے نیاز نہیں کرے گا اور آخرت میں وزر و وبال بن جائے گا۔

آپ میں سے ہر ایک اپنے ضمیر کو خود اور دوسروں کے درمیان میزان قرار دے، پس دوسروں کیلئے اسی طرح کام کرے جس طرح خود کیلئے کرتا ہے، اور پسند کرتا ہے کہ دوسرے اس کے لیے انجام دیں ، اور دوسروں کے ساتھ نیکی کرے اسی طرح جس طرح پسند کرتا ہے کہ خداوند سبحان اس کے ساتھ نیکی کرے اور اپنے پیشے کے اخلاقی موازین اور شایستگیوں کی رعایت کرے، پس ایسی پست روشوں کا سہارا نہ لے جس کے بیان کرنے سے شرم کرتا ہو، اور یہ جان لے کہ کام کرنے والا اور اسپسلیسٹ، مدیر اور رجوع کرنے والوں کی طرف سے کام پر امانت دار ہے، پس چاہئے کہ اس کا خیر خواہ ہو، اور جس مورد میں آگاہی نہیں رکھتا اس کے ساتھ خیانت کرنے سے پرہیز کرے، کیونکہ خداوند متعال اس کے کام پر نظارت رکھتا ہے دیر یا جلدی اس کے حق کو اس سے وصول لیگا، بیشک خیانت اور دھوکا خداوند کے نزدیک بدترین کام ہے، اور آثار اور عواقب بد کے لحاظ سے خطرناک

ترین کاموں میں سے ہے۔

مختلف پیشوں میں سے ڈاکٹر حضرات ان نصیحتوں پر زیادہ توجہ رکھیں، کیونکہ ان کا سروکار لوگوں کی جان اور جسم سے ہے، پس جو موارد ذکر ہوئے ہیں ان کے رعایت نہ کرنے پر شدت سے ڈریں، کیونکہ عاقبت کی بربادی کا سبب بنے گا، بیشک قیامت کا دن اس کیلئے جو اسے دیکھ رہا ہو نزدیک ہے۔

خداوند سبحان فرماتا ہے:

(وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ (1) الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ (2) وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ (3) أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ (4) -

((وای ہو کم بیچنے والوں پر (۱) وہ لوگ جو دوسروں سے کوئی چیز لیتے ہیں تو ترازو کو پورا کر کے لیتے ہیں (۲) وہ لوگ جو لوگوں کیلئے کوئی چیز ناپتے یا تولتے ہیں تو کم کرتے ہیں (۳) آیا وہ لوگ گمان نہیں کرتے کہ ایک دن اٹھائے جائیں گے (۴))) اور پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت ہے کہ : (إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَحِبُّ إِذَا عَمَلَ أَحَدُكُمْ عَمَلًا أَنْ يَتَّقَنَهُ) خداوند متعال دوست رکھتا ہے کہ تم میں سے جب کوئی کسی کام کو انجام دے تو اس کو بہترین طریقے سے انجام دے۔

کالجوں کے اسٹوڈینٹ اور ٹیچر حضرات اپنی مہارت کے بارے میں ضروری ہے کہ دوسرے علمی مراکز کی جو دست آورد ہے اسے بھی اہمیت دیں، بالخصوص علم طب تاکہ ان کا علم زمانے کے علم کے ہم سطح ہو، بلکہ موظف ہیں کہ علمی اور سود مند جدید اکتشافات والے مقالوں پر رجوع کر کے اپنی سطح علمی کو آگے بڑھائیں، اور جو اسباب ان کیلئے فراہم ہیں ان پر توجہ رکھتے ہوئے دوسرے علمی مراکز سے کمپٹیشن میں رہیں اور اپنے کو اجازت نہ دیں کہ علوم کے حاصل کرنے میں صرف دوسروں کے شاگرد رہیں اور دوسروں کے بنائے ہوئے وسائل سے صرف استفادہ کرنے والوں میں سے ہوں، بلکہ ضروری ہے کہ علم اور فن ایجاد کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے میں آپ بھی شریک اور کوشا ہوں، جیسا کہ گذشتہ میں بھی ان کے اجداد ان کے رہبر اور آگے رہنے والے افراد میں سے تھے، اور اس امر میں کوئی بھی امت دوسری امت پر برتری نہیں رکھتی اور خاص استعداد اور نبوغ جو بعض نوجوان اور جوانوں میں پایا جاتا ہے اور انکا ہوشمند اور ذہین ہونا واضح ہے، ایسے افراد کی ہمایت اور پشتیبانی کریں، گرچہ ایک غریب طبقے سے ہی کیوں نہ ہوں اور بلند اور سودند درجہ علمی تک پہنچنے میں انکی مدد کریں، جس طرح سے اپنے بچوں کی مدد کرتے ہیں تاکہ ان کے کام کے مثل آپ کیلئے بھی اجر لکھا جائے اور جامعہ اور آئندہ آنے والے افراد انکے علم سے فائدہ اٹھائیں۔

۴۔ نیک اور پسندیدہ اخلاق پر پا بند رہنا اور ناپسند اخلاق و رفتار سے اجتناب کرنا:

کیونکہ کوئی بھی نیکی اور سعادت نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی بنیاد فضیلت ہے اور کوئی برائی اور شقاوت نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا منشأ پستی ہے، مگر وہ موارد کہ جہاں پر خود خداوند اپنے بندے کا امتحان لینا چاہتا ہو جیسا کہ خداوند متعال نے فرمایا :

(وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ)

- ((ہر وہ مصیبت جو تم پر آتی ہے خود کے اعمال کا نتیجہ ہے اور [خدا] بہت سے چیزوں سے گذشت کرتا ہے)) بعض پسندیدہ صفات مندرجہ ذیل ہیں : محاسبہ نفس، ظاہر اور نگاہ و رفتار میں پاکدامنی، گفتار میں صداقت، صلہ رحم، امانت داری، عہد و پیمان کے بنسبت وفاداری، حق پر گامزن رہنا اور پست اور بیہودہ رفتار و کردار سے دوری کرنا۔

بعض نا پسندیدہ صفات مندرجہ ذیل ہیں: غلط تعصبیت ، غیر سنجیدہ عکس العمل، پست تفریحیں، لوگوں کے مقابل میں خود نمائی کرنا، وسعت ملنے پر اسراف ، تنگدستی میں دوسروں کے حق پر تجاوز، مصیبت اور بلاء کے وقت نا رضایتی کا اظہار، دوسروں سے بد رفتاری سے پیش آنا بالخصوص کمزور افراد کے بنسبت، اموال کو ضایع کرنا ، کفران نعمت ، گناہ کرنے پر اصرار کرنا، گناہ پر مدد کرنا اور جو کام انجام نہ دیا ہے اس پر تعریف ہونے کا شوق رکھنا ۔

اور لڑکیوں کو پاکدامنی کی خاص تاکید کرتا ہوں ، کیونکہ عورت اپنی لطافت کی بنیاد پر زیادہ مورد آزار و اذیت ۔ جس کا منشأ بے احتیاطی نسبت بہ عفت ہوا کرتی ہے۔ قرار پاتی ہے، پس متوجہ رہیں کے بناوٹی احساسات کا دھوکھا نہ کھائیں اور جلد گذرانے والے تعلقات قائم نہ کریں کہ جس کی لذت گذرا ہے لیکن نا گوار اثرات باقی رہ جاتے ہیں ، پس سزاوار نہیں ہے کہ لڑکیاں جز اپنی پایدار زندگی کے علاوہ جو انکی سعادت اور خوشبختی کا باعث ہے فکر کریں ، اور کتنی با وقار ہے وہ خاتون جو رفتار اور کردار میں با حشمت ہے اور متانت کے ساتھ اپنے زندگی کے امور اور تعلیم حاصل کرنے میں مصروف ہے۔

۵۔ بغیر تاخیر کے اشتراکی زندگی کو تشکیل دینے کو اہمیت دینا ازدواج اور بچہ داری کے ذریعے: کیونکہ اشتراکی زندگی انسان کیلئے باعث انس اور لذت ہے جو سبب ہے کہ انسان تلاش کے ساتھ اپنے کام کو انجام دے اور با وقار اور مسئولیت کے ساتھ زندگی گزارے اور نیاز کے وقت اپنی خدا دادی طاقت سے فائدہ اٹھائے، یہ تمام چیزیں باعث ہوتی ہیں کہ انسان بہت سے نا مشروع کام سے دور رہے ، یہاں تک کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس نے شادی کی اس نے اپنے نصف دین کو محفوظ کر لیا اور تمام گزشتہ موارد میں اشتراکی زندگی کا تشکیل پانا ایک اہم سنت ہے جس کیلئے خاص سفارش کی گئی ہے، اور یہ ایک فطری غریزہ ہے کہ سرشت انسان اس پر رکھی گئی ہے، اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ اس سنت سے خوداری کرے مگر یہ کہ مشکلات میں گرفتار ہو یا سستی اور کاہلی کا شکار ہو جائے ، اور شادی کے مسئلہ میں کوئی فقر سے نہ ڈرے کیونکہ خداوند متعال نے روزی کے ایک حصے کو شادی کرنے میں رکھا ہے جب کہ پہلی نظر میں انسان اس کو نظر انداز کرتا ہے ، آپ میں سے ہر ایک جس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے اس کے دین اخلاق حسب و نسب کی طرف توجہ رکھے اور زیبائی ، ظاہر اور اس جیسے مسائل کو اہمیت دینے میں زیادہ روی سے پرہیز کریں، کیونکہ یہ موارد فریب دہندہ ہیں اور زندگی کے سخت ایام میں ان چیزوں کی حقیقت سامنے آتی ہے، حدیث میں آیا ہے کہ صرف خوب صورتی کی وجہ سے کسی لڑکی سے شادی کرنے سے پرہیز کریں ، اور یہ جان لیں کہ اگر کوئی کسی لڑکی سے اس کے دین اور اخلاق کی بنیاد پر شادی کرے خدا اس میں برکت قرار دیگا۔

لڑکیاں اور ان کے سرپرست ہوشیار رہیں کہ کام اور پیشے کو اشتراکی زندگی تشکیل دینے پر ترجیح نہ دیں، کیونکہ شادی زندگی کی مہم سنتوں میں سے ہے ، لیکن کام اور پیشہ مستحبات سے شبہت رکھتا ہے اور مددگار ہے، اور سنت مآکد کو ان امور کیلئے ترک کرنا حکمت سے دور ہے اور جو آغاز جوانی میں اس نقطہ سے غفلت کرے جلد ہی پشیمان ہو جائے گا، جب کہ اس کی پشیمانی اس کو فائدہ نہیں پہنچائے گی ، زندگی کا تجربہ اس مطلب پر گواہ ہے۔

اور لڑکیوں کے سرپرست کیلئے جایز نہیں ہے کہ ان کی شادی سے خودداری کریں ، یا آداب اور رسوم کی وجہ سے کہ جس کو خداوند نے واجب نہیں کیا ہے شادی کیلئے رکاوٹ ایجاد کریں ، مثل مہرہ کا زیادہ قرار دینا ، یا چچا زاد بھائی یا سادات کیلئے منتظر رہنا، کیونکہ اس کام میں بہت سے بڑے نقصانات ہیں جس سے آپ بے اطلاع ہیں ، اور یہ جان لیں خداوند متعال نے باپ یا داد کی ولایت کو لڑکیوں پر قرار نہیں دیا ہے مگر یہ کہ ان

کی مصلحت اندیشی اور ان کی خوشبختی کیلئے کوشا رہیں ، اور جو بھی کسی لڑکی کی شادی میں رکاوٹ ایجاد کرے جب کہ اس لڑکی کی مصلحت نہ ہو تو مرتکب گناہ ہوا ہے ، اور یہ گناہ اس وقت تک جب تک اس کے اس کام کے برے اثرات رہیں گے دوام رکھتا ہے ، اور اس کام سے جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ اپنے لئے کھول دیا ہے۔

۶۔ کار خیر اور لوگوں کو فائدہ پہونچانے کیلئے کوشش کرنا اور ایسے کام جس کا فائدہ عام افراد تک پہونچے مخصوصا وہ امور جو یتیموں، بیواؤں اور محروموں سے ارتباط رکھتے ہیں:

کیونکہ یہ کام ایمان میں اضافہ اور تہذیب نفس کا باعث ہے اور ان نعمتوں اور نیکیوں کی زکات ہے جو انسان کو دی گئی ہیں، اور ان کاموں میں فضیلت کی بنیاد ڈالنا، نیک کام اور پرہیز گاری میں دوسروں کی مدد کرنا، بغیر کلام کے امر بالمعروف اور نہی از منکر بجا لانا، حفظ نظام میں مسؤلیں کی مدد کرنا، اور عمومی منفعتوں کی رعایت کرنا قرار دیا گیا ہے ، اور یہ امور جامعہ کی بہبودی اور فلاح ، اس دنیا کی برکت اور ذخیرہ آخرت کے باعث ہیں، اور خداوند متعال ہم پیمان اور متحد جامعہ کو دوست رکھتا ہے، ایسا جامعہ جس کے افراد اپنے بھائیوں اور ہم نوع افراد کی مشکلات کو اہمیت دیتے ہیں اور وہ خوبی جو اپنے لئے چاہتے ہیں دوسروں کیلئے بھی چاہتے ہیں۔

خداوند متعال فرماتا ہے:

((وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ))

اگر شہروں کے افراد ایمان لائیں اور تقوی اختیار کریں تو ہم حتما آسمان اور زمین کی برکتیں ان پر نازل کرینگے۔ اور فرماتا ہے :

((إِنَّ اللَّهَ لَا يَغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ))

((خدا کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں))۔

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) نے فرمایا: (لا یؤمن أحدکم حتیٰ یحبّ لأخیه ما یحبّ لنفسه ویکره لأخیه ما یکره لنفسه) - ((آپ میں سے ہر ایک کامل مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے اپنے برادر مومن کیلئے بھی پسند کرے، اور جو چیز اپنے لئے ناپسند کرتا ہے اپنے برادر مومن کیلئے بھی نا پسند کرے)) اور فرمایا: (من سنّ سنّہ حسنہ فلہ اجرہا و اجر من عمل بہا) ((اگر کوئی کسی نیک سنت کی بنیاد ڈالے تو اس کے کام کا اجر اور جو اس پر عمل کرے اس کا اجر بھی اس کیلئے ہے))۔

۷۔ وہ افراد جو دوسروں کے امور کے متولی ہیں اپنی مسؤلیت کو خواہ گھر کے مسائل ہوں یا جامعہ کے صحیح طور پر انجام دیں، پس ہر والد اپنے بچوں کی اور ہر شوہر اپنی بیوی کی سرپرستی صحیح طور پر انجام دے، اور حکمت کو رعایت کرتے ہوئے فیملی اور جامعہ کی محافظت کیلئے تندرفتاری اور سنگدلی سے پرہیز کریں یہاں تک کہ ان موارد میں جہاں پر سختی سے پیش آنا ضروری ہو، کیونکہ سختی جسمی اذیت پہونچانے یا نا زیبا الفاظ استعمال کرنے پر منحصر نہیں ہے، بلکہ دوسرے تربیتی ابزار اور طریقے بھی موجود ہیں کہ اگر کوئی جستجو کرے اور اہل فن اور ماہر افراد سے مشورت کرے تو اسے معلوم ہو جائے گا، بلکہ تند رفتاری اکثر اوقات برعکس نتیجہ دیتی ہے، کیونکہ وہ صفت جس کی اصلاح کرنا چاہتا ہے جڑ پکڑ لیتی ہے اور سامنے والے کی شخصیت پامال ہوتی ہے، اور ایسی سختی میں جو ظلم کا باعث ہو اور کسی غلطی کی اصلاح دوسری غلطی سے پوری ہو، خیر و برکت نہیں ہے۔

اور جو شخص جامعہ کی کسی مسؤلیت کا عہدہ دار ہے اسے چاہئے کہ اس کو اہمیت دے اور لوگوں کا خیر

خواہ ہو، اور ان وظائف کے انجام دینے میں جو لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہیں خیانت نہ کرے کہ خداوند ان کا سرپرست اور ان کے امور پر نظارت رکھنے والا ہے، اور قیامت کے دن اس سے بازخواست کرے گا، پس لوگوں کے مال کو ناجائز جگہوں پر خرچ نہ کرے، اور کوئی ایسا ڈیسین نہ لے جو لوگوں کی خیرخواہی کے خلاف ہو، اور اپنی موقعیت سے سوء استفادہ کرتے ہوئے گروہ اور پارٹی نہ بنائے تاکہ ایک دوسرے کی غلط رویوں کو چھپائیں اور غیر شرعی منفعات اور شبہ ناک اموال کا آپس میں لین دین کریں اور دوسروں کو ایسے منصب سے جس کے مستحق ہیں ہٹائیں یا ایسی خدمات جس کے دریافت کرنے کے وہ لائق ہیں ان کے لئے رکاوٹ بنیں، بلکہ اس کا کام سبھی افراد کیلئے ایک طرح ہونا چاہیئے اور اپنے منصب کو شخصی حقوق کو ادا کرنے کا ذریعہ نہ بنائے جیسے رشتے داری یا دوسروں کے احسان کا بدلہ وغیرہ کیونکہ حق عام کے ذریعے شخصی حقوق کا ادا کرنا ظلم اور تباہی ہے، پس اگر آپ کو یہ اختیار دیا گیا ہو کہ کسی کو انتخاب کریں تو ایسے شخص کا انتخاب کریں جو قدرت اور نفوذ نہیں رکھتا ہو اور کوئی مقام اور منصب اس کی پشت پناہی نہیں کرتا ہو اور اس کا خداوند کے علاوہ کوئی اور اپنا حق حاصل کرنے کیلئے نہ ہو۔

اور آپ میں سے کوئی بھی اپنے کام کو موجہ کرنے کیلئے دین یا مذہب کو وسیلہ نہ بنائے، کیونکہ دین اور مسالک حقہ، اصول اور مقدمات حقہ پر استوار ہیں جس میں سے عدل، احسان اور امانت داری وغیرہ ہے۔ خداوند متعال فرماتا ہے :

(لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ)۔

((ہم نے اپنے پیغمبروں کو آشکار دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کیا تاکہ لوگ عدالت سے پیش آیں)) اور امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں : (إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ) يَقُولُ فِي غَيْرِ مَوْطِنٍ :

لَنْ تُقَدَّسَ أُمَّةٌ لَا يُؤْخَذُ لِلضَّعِيفِ فِيهَا حَقُّهُ مِنَ الْقَوِيِّ غَيْرَ مُتَعْتِعٍ)۔

((میں نے مختلف مقام پر پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے سنا کہ آپ نے فرمایا : کوئی بھی امت پاک اور منزہ نہیں ہو سکتی جب تک کہ کمزور اور ناتوان افراد کا حق قدرت مند لوگوں سے بغیر کسی خوف اور واہمے کے واپس نہ لیا جائے))، اور جو بھی اپنے کام کی بنیاد ان موارد کے علاوہ کسی اور چیز پر قرار دے در حقیقت اپنے نفس کو پوچ اور جھوٹی امیدوں کے ذریعے دھوکا دیا ہے، لوگوں میں عدالت کہ پیشوا، جیسے پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ) امام علی (علیہ السلام) اور امام حسین شہید (علیہ السلام) سے سب زیادہ نزدیک وہ افراد ہیں جو دوسروں کے بہ نسبت زیادہ انکی باتوں اور سیرت پر عمل کرتے ہوں، اور جو شخص لوگوں کے امور کا عہدے دار ہے اسے چاہیئے کہ امام علی (علیہ السلام) کا نامہ جو آپ نے مالک اشتر کو لکھا تھا۔ کے مطالعہ کا پابند ہو، کیونکہ اس نامہ میں اصول اور مقدمات عدالت اور امانت داری کی توصیف کی گئی ہے، جو مسئولین اور ان لوگوں کیلئے جن کا عہدہ چھوٹا ہے، مفید ہے اور جتنی ہی انسان کی مسئولیت وسیع ہو اتنا ہی ان دستورات کی رعایت کرنا لازم اور ضروری ہے۔

۸۔ انسان کا اپنے اندر تمام مراحل زندگی اور مختلف احوال میں انگیزہ تحصیل علم، حکمت اور معرفت اضافہ کرنے کی ہمت رکھنا:

پس تمام کام اور خصلتوں میں اس کے آثار کے بارے میں سوچیں، اور اس کے اطراف میں جو پیش آ رہا ہے اس کے نتائج کو دیکھیں، تاکہ روز بروز انسان کی معرفت، تجربہ اور کمال میں اضافہ ہوتا رہے، کیونکہ یہ زندگی مختلف ابعاد سے انسان کیلئے ایک مدرسہ ہے جس کے اندر عمق پایا جاتا ہے، اور کبھی بھی انسان اپنی زندگی

میں تحصیل علم ، معرفت اور مہارت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا، ہر حادثہ اور روداد میں انسان کیلئے عبرت، اور ہر واقعے میں قابل تامل پیغام اور نقطہ پایا جاتا ہے، اور جو شخص غور کرے اس کیلئے واضح ہوگا کہ وہ واقعہ سنت الہی میں ریشہ رکھتا ہے، اور اسکے لئے نصیحت اور موعظہ آور ہے، پس انسان اپنی زندگی میں کبھی بھی تحصیل و معرفت سے بے نیاز نہیں ہے یہاں تک کہ اپنے خداوند سے ملاقات کرے اور جتنا انسان دقت نظر رکھتا ہوگا یہ امور حقایق کی شناخت میں بہت سے تجربوں اور خطاؤں سے اس کو بے نیاز کریں گے، خداوند متعال فرماتا ہے:

(وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا)۔ ((جس کو حکمت دی گئی وہ خیر کثیر سے بہرہ مند ہوا)) اور اپنے

پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ) سے فرمایا: (وقل رب زدني علماً)۔ ((کہو پروردگار میرے علم میں اضافہ کر))۔

اور سزاوار ہے کہ انسان تین کتابوں سے مانوس ہو اور ان میں غور و فکر کے ذریعے توشہ حاصل کرے :

اول - قرآن کریم: ان میں پہلی اور سب سے برتر قرآن کریم ہے جو خداوند متعال کا اپنی مخلوق کیلئے آخری پیغام ہے اور اس پیغام کو اس لئے بھیجا ہے تاکہ عقل و حکمت کے خزانوں کو ظاہر کرے اور حکمت اور دانائی کے چشموں کو جاری کرے اور اس کے ذریعے دلوں کی قساوت کو نرم کرے اور حوادث کو بطور مثال اس میں بیان کیا ہے، پس لازم ہے کہ انسان اس کتاب کی تلاوت سے دریغ نہ کرے اور تلاوت کے وقت اپنے کو یہ احساس دلائے کہ خداوند اس سے خطاب کر رہا ہے اور وہ سن رہا ہے کیونکہ کہ خداوند نے اپنی کتاب کو تمام اہل جہان کیلئے پیغام کے طور پر نازل کیا ہے۔

دوم - نہج البلاغہ : یہ کتاب کلی طور پر قرآن کے مضامین اور نشانیوں کو بلیغ شیوں سے بیان کرنے والی ہے، جو انسان کو تدبیر، تفکر، موعظہ کے قبول کرنے اور حکمت کی طرف تشویق کرتی ہے، شایستہ نہیں ہیکہ انسان فراغت کے اوقات میں اسکا مطالعہ نہ کرے، اور اپنے کو یہ احساس دلائے کہ وہ ان افراد میں سے ہے جن کے لئے امیر المؤمنین (علیہ السلام) خطبہ پڑھتے تھے جیسا کہ اسکی آرزو یہی ہے، اور اسی طرح آپ کے نامہ کے بنسبت جو آپ نے اپنے فرزند امام حسن (علیہ السلام) کیلئے لکھا، اہتمام رکھے، کیونکہ یہ نامہ بھی مقصد میں مشابہ ہے۔

سوم - صحیفہ سجادیہ: اس کتاب میں قرآن کے مضامین کو بلیغ شیوں سے دعا کی شکل بیان کیا گیا ہے اور یہ کتاب انسان کو سکھاتی ہے کہ کون سے راستے، نگرانیاں، نظریے اور آرزو کا انسان انتخاب کرے، اور اسی طرح نفس کا کس طرح محاسبہ کریں تاکہ انتقاد پذیر ہو اس کو بھی بیان کرتی ہے، اور نفس کے پنہان زاویوں اور اس کے اسرار کو کشف کرتی ہے بالخصوص اس کتاب کی دعائے مکارم الاخلاق۔

پس یہ آٹھ نصیحتیں ہیں جو استحکام زندگی کے اصول ہیں، البتہ یہ صرف ایک یادآوری ہے، کیونکہ نور حق، روشن حقیقت، صفای فطرت، گواہی عقل اور زندگی کے تجربوں کو ان نصیحتوں میں دیکھ سکتا ہے، نیز خدا کے پیغام اور اہل بصیرت افراد کی نصیحتوں نے بھی اس کو اس مطلب سے آگاہ کر رکھا تھا، اس بنا پر شایستہ ہے کہ ہر انسان ان نصیحتوں پر عمل کرے یا اس پر عمل کرنے کیلئے کوشا رہے، مخصوصاً وہ جوانان جنکی اوج جوانی اور جسمی اور روحی طاقت کا وقت ہے، جو کہ در حقیقت انسان کی زندگی کا سرمایہ ہے، پس اگر اس سرمائے کا کچھ حصہ یا اکثر حصہ ہاتھ سے چلا جائے، تو یہ جان لیں کہ اس سے تھوڑا فائدہ حاصل کرنا بھی بہت سے فائدے چھوڑ دینے سے بہتر ہے کیونکہ تھوڑا بھی حاصل کرنا تمام کے ترک کرنے سے بہتر ہے، خداوند سبحان فرماتا ہے:

(فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ) - ((پس جس نے بھی ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ

اس کو دیکھے گا اور اور جس نے بھی ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اس کو دیکھے گا)).
خداوند متعال سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ حضرات کو ہر اس چیز کی جو دنیا اور آخرت میں سعادت اور
استقامت کا باعث ہے توفیق دے، بیشک وہی توفیق دینے والا ہے۔

۲۸ ربیع الاول ۱۴۳۷ ہجری قمری

(بصد شکر یہ: /www.sistani.org/urdu)